السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اس مسئلہ میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ ضاد معجمہ کو اہل تجوید کیسے ادا کرتے ہیں ہندوستان کے اکثر عوام ضاد اور ضا میں فرق نہیں کر سکتے اور اس کو بصورت ظاء نمازوں میں ادا کرتے ہیں کیونکہ ضاد وظاء اکثر صفات میں مشترک ہیں لہذا امتیاز شکل ہے۔ اور بعض اس کو پُر دال کی صورت میں ادا کرتے ہیں۔ جب کہ ہندوستان والوں کی اکثر عادت ہے۔ کتب تجوید وفقہ کے لحاظ سے کس جانب کو ترجیح ہے اس کو ظاء پڑھا جائے یا دال۔ جواب مختصر اورصاف فرمائیں کہ جو لوگ ضاد اور ظاء میں تمیز نہیں کر سکتے وہ کیسے عمل کریں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

پہلے ان تینوں حروف کے مخارج سن لیں اور بعد میں اس کا حکم بیان کردیا جائے گا۔ ضاد معجمہ کا مخرج زبان کے دونوں کناروں میں سے کسی ایک کنارہ سے داڑھوں کے قریب ہے اس کی تصریح صرف کی کتابوں شافیہ۔ رضی۔ مفصل اور کتب تجوید میں مذکور ہے اور ظاء معجمہ وذال معجمہ وثاء مثلثہ کا مخرج سامنے سے دو اوپر کے دانتوں کا کنارہ اور زبان کا کنارہ ہے۔ اور طاء۔ دال اور تا منقوطہ کا مخرج کنارہ زبان اور سامنے کے دو اوپر کے دانتوں کی جڑ ہے۔ اور ظاء ثا اور دال کا مخرج زبان کا کنارہ اور اوپر کی ڈاڑھوں کی جڑ ہے اور طاء دال اور تاء کا مخرج زبان کا کنارہ اور اوپر کی داڑھوں کی جڑ سے لے کر تالو تک ہے۔

ابو محمد مکی نے لکھا ہے "ضاد کا لفظ سننے میں ظاء سے مشابہ ہے کیونکہ وہ حروف مطبقہ۔ مجہورہ مستعلیہ سے ہے اگر دونوں کے مخرج میں اختلاف نہ ہوتا اور ضاد کو لمبا کرکے نہ پڑھا جاتا تو ضاد اور ظاء ایک ہی حرف ہوتے۔ دال کا لفظ ادا کرنے میں بڑی احتیاط چاہیے کیونکہ اگر کو پُر کر دیا جائے یہ لفظ ظاء بن جائے گا اور اگر اس کو لمبا کرکے پڑھا جائے گا تو ضاد بن جائے گا کیونکہ ضاد اور ظاء مخرج اور صفات میں قریب قریب ہیں۔ اور رسالہ "جہد العقل" جو کہ عرب اور شام کے علاقہ میں پڑھایا جاتا ہے۔ لکھا ہے حروف چار قسم کے ہیں ایک آنی۔ جن میں مد بالکل نہیں ہے دوسرے زمانی جن کو ایک الف کے برابر کھینچا جاتا ہے مثلاً ضاد معجمہ اور حروف تفشی تو زمانی وطبعی کے قریب میں اور ان تمام حروف پر مستطیل کا اطلاق ہوتا ہے پھر استطالت کے لیے ضاد ہی کو کیوں خاص کیا گیا ہے؟ یہ سوال تو اچھا ہے لیکن جواب ذرا مشکل ہے ظاء اور ضاد مفظ اور تمام صفات میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں ماسوائے مخرج اور استقالہ کے کیونکہ ظاء آنی کے قریب ہے اور ضاد میں استطالت ہے تاکہ یہ ظاء سے علیحدہ ہوسکے" اور پھر لکھا ہے ضاد۔ ظاء اور دال یہ تمام جہر اور رخوة میں مشترک ہیں اور سننے میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ لیکن ظاء اور دال کا مخرج ایک ہی ہے اور ضاد کا مخرج الگ ہے اگر ضاد کو زبان کے کنارہ اور ڈاڑھوں کے کنارہ سے بغیر پوری طرح آواز کو بلند کرنے کے پڑھے اور اس میں تفخیم (پُر کرنا) ارخوة۔ جہر۔ اور استطالت اور تھوڑی سی تفشی ہو تو ضاد کا یہ صحیح مخرج ہے اور چونکہ ظاء اور ضاد میں بہت زیادہ مشابہت ہے۔ لہذا میں اس کو ذرا تفصیل سے بیان کردیا ہے۔ ملا علی قاری نے مقدمہ جزری کی شرح میں لکھا ہے۔ اور اس کی تائید النشر فی قراءة العشر اور تفسیر اتقان سے ہوتی ہے۔ یہ حرف (ضاد) ایسا نہیں ہے کہ اس کا زبان سے ادا کرنا مشکل ہو بعض اس کو طاء پڑھتے ہیں مثلاً مصری لوگ اور بعض اس کو دال سے مشابہ کرتے ہیں بعض ظاء کی آواز سے ادا کرتے ہیں چونکہ ظاء سے اس کی تمیز ذرا مشکل ہے لہذا مصنف نے اس کی پہچان پر زور دیا ہے کہ ضاد اور ظاء جہر۔ رخوة استعلاء اور اطباق میں مشترک ہیں اور مخرجیں الگ ہیں اور ضاد میں کچھ استطالت ہے چونکہ عوام ظاء اور ضاد میں تمیز نہیں کر سکتے اور خاص بھی اس کو مشکل سے ادا کرتے ہیں لہذا امام غزالی رحمة اللہ علیہ نے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے ضاد اور ظاء میں اپنی ہمت کے مطابق فرق کرے اور اگر نہ ہوسکے تو درست ہے۔

اور "مجموعہ سلطانی" میں ایک استفتا درج ہے کہ اگر ضاد کو ظاء یا ذال یا زاء سے پڑھے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ لکھا ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوگی اور ضاد کو دال کی آواز سے پڑھنے کی کوئی دلیل کتب تجوید یا فقہ میں نہیں ہے بلکہ یہ حروف آپس میں بالکل علیحدہ ہیں بلکہ ایک دوسرے کی ضد ہیں ضاد رخوہ ہے اور دال شدیدہ ضاد ساکنہ ہے اور دال اس کے برخلاف ہے اور ضاد مطبقہ ہے اور دال منفتحہ۔ ضاد مستعلیہ ہے اور دال متسفلہ۔ ضاد مفخمہ ہے۔ اور دال رقیقہ ضاد مستطیلہ ہے اور دال آنی اور ضاد میں تفشی ہے اور دال اس کے برخلاف ہے اور پھر ان کے مخرج میں جدا جدا ہیں پس ضاد کو دال کی آواز میں پڑھنے میں بہت سے مفاسد ہیں ہندوستانی جو اس کو دال کی صورت میں پڑھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے تمام کتب تجوید وصرف وفقہ کے خلاف ہے بلکہ حروف عربی میں ایک نئے حرف کی ایجاد ہے کیونکہ دال پر حروف عربیہ میں سے نہیں ہے۔ ضاد اور ظاء آٹھ نو صفات میں مشترک ہیں یعنی دونوں مجہورہ۔ رخوہ۔ مطبقہ۔ مستعلیہ۔ ساکنہ۔ مصمتہ۔ مفخمہ ہیں اور استطالت ضاد کا خاص ہے۔

ملا علی قاری نے جو یہ لکھا ہے کہ لوگ ضاد کے اخراج وادا میں مختلف ہیں یہ اس بنا پر ہے کہ لوگ اس کو صحیح طور پر ادا کرنے میں مشکل محسوس کرتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ علمائے فن تجوید اس کے مخرج میں مختلف ہیں۔ کلا وحاشا۔ بعض لوگوں نے ملا علی قاری کی اس عبارت سے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے اور اس کو اس اختلاف کی بنا پر دال کی صورت میں پڑھنے لگے۔

حاصل کلام یہ کہ حروف دو قسم کے ہیں متبانیہ ومتشابہہ پس حروف متشابہ مخرج میں الگ ہوتے ہیں اور صفات میں متحد مثلاً ضاد وظاء اور کبھی صفات میں تغایر ہوتا ہے اور مخرج میں اتحاد جیسا کہ طائ اور تا لیکن ضاد معجمہ کو طاء مہملہ کے ساتھ کسی قسم کی مشابہت نہیں ہے اور اس کو دال کی آواز سے پڑھنا تو بہت ہی غلط ہے ان میں کوئی مناسبت ومشابہت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے اگر ضالین کو دالین پڑھے گا تو نماز فاسد ہوجائے گی اب درمختار عالمگیری اور طحاوی کا فیصلہ سنیے اگر ایک حرف کی بجائے دوسرا حرف پڑھ دے اور معنی میں کوئی فرق نہ پڑھے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی مثلاً ان المسلمین کی بجائے ان المسلمون پڑھ دے اور اگر معنی تبدیل ہوجائیں تو اگر دونوں حرفوں میں بغیر کسی مشقت کے امتیاز ہوسکتا ہو مثلاً طاء اور صاد کو صالحات کی جگہ تالحات پڑھ دے تو سب کے نزدیک نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر ان میں امتیاز مشقت سے ہوتا ہو کہ جیسا ظاء وضاد اور صاد وسین اور طاء وتا تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اکثر کا فتویٰ یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوگی "فتاویٰ قاضی خان بزازیہ۔ طحاوی علیہ شرح نیسہ خانیہ اور ابن جنی کی کتاب "التنبیہ" میں بھی اس کے قریب لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر حروف میں آسانی سے امتیاز ہوسکتا ہو اور پھر امتیاز نہ کرے تو نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر امتیاز مشکل ہو مثلاً ضاد اور ظا کا تو اس صورت میں نماز صحیح ہوگی ہاں اگر ان میں امتیاز کر سکتا ہو اور پھر امتیاز نہ کرے۔ تو اس صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی۔ واللہ اعلم۔ (سید نذیر حسین)

کچھ مدت سے اس شہر اور اس کے ماحول میں مسلمانوں میں اس بات میں جھگڑا چل رہا ہے کہ ضاد کا صحیح تلفظ کیا ہے بعض اس کو دال سے مشابہ پڑھتے ہیں اور بعض ظاء کے مشابہ بلکہ بعض تو اس کو بعینہ دال کی آواز میں پڑھتے ہیں۔ اگر کوئی فرق کرتے ہیں۔ تو یہ کہ ضاد کو دال پر کی آواز میں ادا کرتے ہیں !اور یہ خود ایک بہت بڑی غلطی ہے اولاً یہ کہ حروف تہجی میں یہ ایک نئے حرف کی ایجاد ہے کسی کتاب میں یہ نہیں لکھا ہے کہ ضاد کی دو قسمیں ہیں ایک دال کے مشابہ اور دوسری ظاء کے مشابہ ثانیاً کتب قراءت وصرف وفقہ میں لکھا ہے کہ ضاد اور ظاء میں امتیاز بہت مشکل ہے کیونکہ یہ صفات میں مشترک ہیں سوائے استطالت کے کے ضاد میں ہے اور ظاء میں نہیں ہے اور یا پھر اصلی مخرق میں فرق ہے لیکن ان کے مخارج ہیں امتیاز مشکل ہے اس سے معلوم ہوا کہ ضاد حقیقت میں وہی ہے جو ظاء سے مشابہ ہو نہ وہ ضاد جو دال کے قریب ہو اور ان دونوں میں فرق کرنا بالکل آسان ہے مشکل نہیں ہے اور ثالثاً یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ضاد کو ضاء کی آواز میں پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور والی کی آواز میں پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے جب کہ کتب فقہ کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی نذیریہ

جلد : 2، کتاب الاذکار والدعوات والقراءۃ : صفحہ :28

محدث فتویٰ